دینی مدارس کیا ہیں؟ ان کا تعلیمی نظام کیا ہے؟ پاکستان میں رائے عامہ اور انسانی رویوں کی تشکیل میں ان کا کردار کیا ہے؟ ان کے نظام اور نصاب کی نوعیت کیا ہے؟ کیا ان میں تبدیلی کا کوئی خودکار نظام موجود ہے؟ اور انہیں تبدیل کرتے ہوئے کس طرح ''عصری ضروریات'' سے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے؟ مدارس کے بارے میں اس طرح کے سوالات اگرچہ نئے نہیں ہیں تاہم گزشتہ چند سالوں میں ملکی او رغیر ملکی ذرائع ابلاغ میں ان حوالوں سے گفتگو میں غیر معمولی طور پر اضافہ ہوا ہے۔ دوسری جانب حکومتی سطح پر مدارس میں اصلاحات کے عنوان سے متعدد اقدامات تجویز کیے جاتے رہے ہیں جن میں دباؤ اور ترغیبات دونوں طرح کے اقدامات شامل ہیں۔ اس ضمن میں بیرونی دنیا سے مدارس کی اصلاح کے مطالبات اور تعاون کی پیش کشوں کی اطلاعات بھی آتی رہی ہیں۔ بعض بین الاقوامی اداروں نے تحقیقی رپورٹیں بھی شائع کی ہیں۔

قومی اور بین الاقوامی سطح پر مدارس میں اس قدر دلچسپی اور سیاسی، علمی اور ابلاغی دائروں میں ان پر اس قدر توجہ، دباؤ اور ترغیبات کے کیا کوئی اثرات ہوئے ہیں؟ ایک تاثر یہ ہے کہ مدرسہ اپنی نوعیت اور فطرت کے اعتبار سے جامد ہے اور عمومی طور پر کسی تبدیلی کے لیے تیار نہیں ہے۔ اس حوالہ سے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اگرچہ مدارس کے مختلف وفاقوں کی نمائندہ تنظیم (اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ) اور حکومت کے درمیان مسلسل رابطہ ہے اور ان کے درمیان مذا کرات کے متعدد ادوار ہوتے رہے ہیں تاہم جزوی طور پر بعض معاملات میں اتفاق کے باوجود مدارس اپنے تعلیمی کردار، نظام ونصاب اور مالیات کے حوالہ سے حکومت کو براہ راست کوئی کردار دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ان امور میں اپنی خودمختاری کو وہ اپنا اہم ترین اثاثہ سمجھتے ہیں اور اسی لیے ان پر کوئی compromise ان کے خیال میں اپنے وجود کی نفی ہے۔

چنانچہ تبدیلی کا اگر یہ تصور سامنے رکھا جائے کہ مدارس اپنی خودمختاری سے دستبردار ہوکر حکومتی ترجیحات اور فیصلوں کے مطابق اپنے نظام کو چلائیں گے تو بلاشبہ ایسا نہیں ہوا اور مستقبل قریب میں بھی اس نہج پر تبدیلی کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

دوسری جانب یہ ایک حقیقت ہے کہ مجموعی طور پر مخالفانہ فضا کے باوجود مدارس کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے اور عام تاثر کے برعکس مدارس کا دعویٰ ہے کہ وہ تعداد ہی نہیں معیار اور سرگرمی کے اعتبار سے بھی اندرونی طور پر تبدیلی اور ارتقاء کے ایک مسلسل عمل سے گزر رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ تبدیلی کیا ہے اور کس طرح عمل میں آ رہی ہے ،اس کے پس منظر میں کون سے داخلی یا بیرونی عوامل ہیں؟ اس صورت حال کو درست طور پر سمجھ لیا جائے تو اس اہم ادارے کی تشکیل نو کے لیے آئندہ لائحہ عمل کی تیاری میں مدد ملے گی۔ زیرنظر تحقیق اسی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش ہے۔

اس تحقیق میں پاکستان کی ۵۶ بڑی دینی جامعات کے ذمہ داران سے ملاقاتوں اور ان جامعات کے براہ راست مشاہدے کے ذریعہ وہاں جاری تعلیمی عمل اور ان میں آنے والی تبدیلیوں کے رجحانات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بڑی دینی جامعات کی بنیاد پر نتائج اخذ کرنے کی اس مشق کے پس منظر میں یہ حقیقت ہے کہ بڑی دینی جامعات رجحان ساز اداروں کی حیثیت رکھتی ہیں اور یہاں آنے والی تبدیلیاں جلد یا بدیر دیگر عام مدارس میں بھی رائج ہونے کا یقینی امکان ہے۔

مدارس کے نظام سے واقف لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ مدارس میں بنیادی اہمیت استاد اور مادر علمی کی ہے۔ مدارس میں داخلہ کی ایک اہم وجہ استاد کی شہرت ،اس سے تعارف اور رابطہ ہوتا ہے۔ یہاں طلبہ کی شخصیت اور ان کے رویوں پر استاد کی گہری چھاپ ہوتی ہے۔ مدرسہ کے ماحول میں اس کے لیے شعوری طور پر اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ یہی طلبہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد پہلے سے موجود مدارس میں تدریس کے فرائض انجام دیتے ہیں یا نئے مدارس کا آغاز کرتے ہیں۔ چنانچہ جو روایات اور رجحانات آج کی بڑی دینی جامعات اور ان کے ذمہ داران میں واضح ہورہے ہیں ان کے بارے میں کافی امکان یہ ہے کہ وہ مستقبل کے تعلیمی عمل میں زیادہ ٹھوس شکل میں اور بتدریج دیگر دینی اداروں میں بھی رائج ہوں گے۔ یہ عمل محض طویل المیعاد عرصہ میں ہی نہیں بلکہ روزمرہ معاملات میں بھی،زندگی کے کسی بھی دوسرے شعبہ کی طرح مدارس میں بھی یوں جاری رہتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے مدارس کے ذمہ داران اپنی مادر علمی سے فکری طور پر وابستہ رہنے کے ساتھ ساتھ اپنے علاقہ میں موجود بڑی دینی جامعات اور ان کے ذمہ دار ''اکابرین'' کی جانب رہنمائی کے لیے دیکھتے ہیں اور وہاں رائج طریقوں اور آنے والی تبدیلیوں سے استفادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ موجودہ فضا میں جب مدارس اپنی بقاء کے حوالہ سے خدشات محسوس کر رہے ہوں باہم ربط وتعلق اور ایک دوسرے سے رہنمائی لینے کا یہ عمل اور بھی تیز ہو گیا ہے۔

اسی تناظر میں مطالعہ کے لیے بڑی دینی جامعات کے انتخاب میں ان کی اثراندازی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ان کی اصل اہمیت اساتذہ اور طلبہ کی تعداد کے اعتبار سے بڑا ہونا نہیں بلکہ اپنے علمی مقام اور اثرات کے اعتبار سے نمایاں ہونا ہے۔ نیز اس انتخاب میں یہ خیال بھی رکھا گیا ہے کہ ایک جانب تمام مسالک کی بڑی بڑی دینی جامعات شامل ہوں تو دوسری جانب ان جامعات کی یہ حیثیت بھی ہوکہ وہ ایک وسیع علاقے میں اپنی حد تک نمایاں حیثیت رکھتی ہوں۔ چنانچہ فطری طور پر اس انتخاب

میں مختلف علاقوں میں قائدانہ کردار ادا کرنے والی جامعات شامل ہوگئی ہیں۔ عموماً ان ہی دینی جامعات کے ذمہ داران اس وقت مدارس کے مختلف وفاقوں کی قیادت کا فریضہ بھی سرانجام دے رہے ہیں۔
مطالعہ کے لیے منتخب دینی جامعات کے ذمہ داران سے ان کی جامعہ میں ہی ملاقات کے بعد تفصیلی طور پر انٹرویو کیا گیا ہے۔ انٹرویو ایک متعین سوالنامہ کی بنیاد پر کیا گیا تاہم موقع کی مناسبت سے اضافی سوالات کی بھی گنجائش رکھی گئی۔ جبکہ انٹرویو لینے والی ٹیم نے براہ راست بھی جامعات میں جاری تعلیمی عمل کا مشاہدہ کرتے ہوئے اپنے مشاہدات کو تحریر کیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ انٹرویو عموماً اداروں کے سربراہان سے لیے گئے ہیں تاہم بعض اداروں میں سربراہ ادارہ کی عدم موجودگی یا ان کی مصروفیت کے باعث ان کے نائب یا ان کے نامزد کردہ کسی سینئر معاون سے سوالات کے جوابات حاصل کیے گئے ہیں۔
انٹرویو اور مشاہدات کی بناء پر مدارس کے ذمہ داران کی سوچ ،اندازِ فکر اور مدرسہ کے اندر ان کے اقدامات کی جو تصویر بنتی ہے اسے دو حصوں میں پیش کیا گیا ہے۔ پہلے حصہ میں عمومی تجزیہ اور تبصرہ کے ساتھ ساتھ حاصل شدہ معلومات ومشاہدات کا خلاصہ علیحدہ علیحدہ عنوانات کے تحت دیا گیا ہے جبکہ دوسرے حصہ میں انٹرویو میں دیے جانے والے جوابات کو ان کے اصل الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔

ماخذ: "دینی مدارس - تبدیلی کے رجحانات" از خالد رحمہ، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد

نوعیت: کتاب کا ایک باب